هو العزيز

اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب

الحمد للہ والمنتہ کہ رسالہ ہائے تصوف حضرات شیوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین

تحفۃ الصوفیہ

یعنی ترجمہ

ارشادات حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مع ترجمہ اردو

از حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

ومع ترجمہ اردو

آدابِ مُریدان

از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ
جناب مولانا امداد حسین صاحب۔ سابق پروفیسر ایم اے۔ نینی تال؛

باھتمام
حاجی سید محمود حسن و حاجی سید اکبر میاں رضوی نقشبندی مجددی عزیزی خادمان آستانہ خیریہ عالیہ ضلع کھلنا۔

(تعداد طبع تین ہزار۔ نیوز پرنٹ پرمٹ ۴۵۷؍ مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس کراچی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ قُطۡبُ الۡاَقۡطَابِ وَفَرۡدُ الۡاَحۡبَابِ الشَّیۡخُ

عَبۡدُ الۡقَادِرِ الۡجِیۡلَانِیۡ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ

مَنۡ رَاٰی مُحِبَّاً لِلّٰہِ فَقَدۡ رَاَی اللّٰہَ ؞

قطب الاقطاب و شیخ المشائخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جس شخص نے کسی خدا کے دوست کو دیکھا گویا اُس نے خدا کو دیکھا۔

دیدنِ او دیدنِ اللہ بود ؞ گرچہ شکلش چوں بعبد اللہ بود

یعنی اُس ولی اللہ کا دیدار اللہ کا دیدار ہے۔ اگرچہ اُس کی صورت شکل اللہ کے بندوں جیسی ہوتی ہے۔

اَلۡوَلِیُّ رَیۡحَانَۃُ اللّٰہِ فِی الۡاَرۡضِ یَتَشَمَّمُہُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ فَتَصِلُ رَائِحَتُہٗ اِلٰی قُلُوۡبِہِمۡ فَیَشۡتَاقُوۡنَ اِلٰی رَبِّہِمۡ عَلٰی تَفَاوُتِ مَنَازِلِہِمۡ ؞

ولی اللہ (خدا کا دوست) روئے زمین پر خدائے تعالیٰ کی خوشبو ہے سچے اور راست باز طالب اُس خوشبو کو سونگھتے ہیں۔ چنانچہ یہ خوشبو

اُن طالبوں کے دلوں میں گھر کر لیتی ہے۔ وہ تفاوت کے اعتبار سے، اپنے پروردگار کے مشتاق ہو جاتے ہیں ؎

در رہِ آن کعبۂ جان و دلم　　　　ہر یکی خندان و گریان می رود

اُس کعبۂ جان و دل کی راہ میں ہر شخص ہنستا اور روتا چلا جاتا ہے۔

آن خنک چشمی کہ آن گریانِ اوست　　　　وآن ہمایوں دل کہ آن بریانِ اوست

آہ! کس قدر ٹھنڈی ہیں وہ آنکھیں، جو اُس کے لیے اشک بار ہیں؛ اور کتنا مبارک ہے وہ دل، جو اُس کے لیے سوزاں ہے۔

مَنْ اَحَبَّ اللّٰہَ صَارَ قَلْبُہٗ شَوْقًا کُلِّیًّا وَّ اِعْرَاضًا کُلِّیًّا وَّ فَنَاءً کُلِّیًّا فَلَاجَرَمَ یَصِیْرُ ھُمُوْمُہٗ ھَمًّا وَّاحِدًا ؕ

جو اللہ تعالیٰ سے دوستی کرتا ہے، اُس کا دِل خداوندِ قُدّوس کے شوق سے لبریز ہو جاتا ہے یعنی سراپا شوق بن جاتا ہے اور وہ ماسوا اللہ کے شوق سے مُطلقاً منھ پھیر لیتا ہے، اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اُس کی تمام فکریں صرف ایک اندیشہ بن کر رہ جاتی ہیں یعنی صرف ایک اللہ یاد رہ جاتا ہے ؎

زین پیش بود ہزار اندیشہ　　　　اکنون ہمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ است

اِس شوق سے پہلے تو اُس کو ہزاروں اندیشے لاحق تھے، لیکن اب صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی دُھن ہے۔

شاد باش ای عشقِ خوش سودائے ما　　　　ای دوای جملہ علّت ہای ما

اے عشقِ خوش انجام! تو خوش رہ! کہ ہماری تمام بیماریوں کی واحد دوا تو ہے۔

یَاغُلَامُ اِجْھَدْ فِیْ طَاعَۃِ رَبِّکَ کُلَّ جُھْدِکَ ؕ

اے فرزند! تو اپنی تمام طاقت و قوت اپنے پروردگار کی اطاعت و فرماں برداری میں لگا، اور اُسی میں اپنی پوری کوشش صرف کردے۔

صرف کن در راہِ اوہر قوتی — تا بیابی در حضورش حرمتی

اپنی تمام طاقتیں صرف اُسی کی راہ میں صرف کر، تاکہ اُس کی نظروں میں عزیز ہو۔

اِجْهَدْ اَنْ تُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ وَتَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَتَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ

اے بیٹے! تو اس بات کی کوشش کر، کہ جو شخص تجھکو محروم کرے اور کچھ نہ دے، تو اُسی کے ساتھ بخشش کر۔ اُس شخص سے صلۂ رحمی بجالا، جو تجھسے اپنی خویشی و قرابت ترک کرے؛ اور اُس شخص کو معاف کردے، جس نے تجھپر ظلم کیا ہے۔

ہر کہ بجرا شدت جگر بجفا — ہم چو کانِ کریم زر بخشش

جو شخص تیرے دل پر ظلم کے چرکے لگائے، سونے کی سخی کان کی طرح اُس پر زر پاشی کر۔

کم مباش از درختِ سایہ فگن — ہر کہ سنگت زند ثمر بخشش

تو سایہ دار درخت سے کم نہ ہو۔ دیکھ جب کوئی اُس پر پتھر برساتا ہے وہ اُس پر پھلوں کی بارش کرتا ہے۔

وَاجْهَدْ اَنْ يَكُوْنَ بَيْتُكَ مَعَ الْعِبَادِ وَقَلْبُكَ مَعَ رَبِّ الْعِبَادِ

تو اس امر کی کوشش کر کہ تیرا گھر بندوں کے ساتھ ہو لیکن

تیرا دل، پروردگارِ عالم کے ساتھ ہو۔ (یہاں گھر سے مُراد وجودِ ظاہری ہے) یعنی بظاہر تو مخلوقِ الہٰی کے ساتھ کام کر رہا ہو لیکن دل اُدھر متوجہ رہے۔

دست بہ کار و دل بہ یار۔ یعنی ہات کام میں اور دِل خدا میں ہے

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

باطن میں تو خدا کے ساتھ رہ اور ظاہر میں بیگانوں کی طرح۔ ایسی اچھی روش دنیا میں کم یاب ہے۔

دم بدم دم را غنیمت دان و ہمدم شو بدم

واقفِ دم باش ہر دم، ہیچ دم بے جا مدم

ہر لمحہ اپنی سانس کو غنیمت سمجھ بلکہ جان و دل سے اس کا ہمدم رہ اور ہمیشہ اپنی سانس سے اس طرح واقف رہ کہ کوئی سانس بے جا۔ یعنی کوئی سانس یادِ الہٰی سے غافل نہ ہو۔

وَ دُیْکَ لَا تَکُنْ ذَا الْوَجْهَیْنِ وَ ذَا اللِّسَانَیْنِ وَ ذَا الْفِعْلَیْنِ

خبردار! تو دو رُخا، دو زبان والا، اور دو کردار والا نہ بن یعنی ظاہر و باطن میں یکساں رہ ورنہ تیری حالت افسوس ناک ہے ؎

یک رنگ باش و یک دل و یکسار و یک زبان

این خیر و ایں سعادت و این امن و این امان

تجھکو ایک رنگ، ایک دل، ایک رُخ اور ایک زبان بن جانا چاہیے کیوں کہ اس یک رنگی کا نام خیر و برکت و امن و امان ہے۔

قِفُوْا بَیْنَ یَدَیْ یَدَیْ عَلٰی قَدَمِ الْاِفْلَاسِ مِنْ عُقُوْلِکُمْ

وَعُلُوْمِکُمْ تِبْیَانًا وَّنُوْرِ اُمَمْ

اُس کے حضور میں اگر اپنی عقل اور اپنے علم سے ہاتھ اُٹھا کر بیٹھو گے
تو اُس کا علم حاصل کر لو گے ؎

درگزر از علم و عقلِ خویشتن
باش ساقط پیشِ ربِّ ذوالمنن

اے سالک! پروردگارِ عالم کے سامنے علم و عقل کو فراموش کر دے۔

تا بیابی علم ہائی انبیا[۱]
بے کتاب و بے معین و اوستاد

تاکہ تجھکو بغیر کتاب، بغیر مددگار اور بغیر اُستاد کے نبیوں[۳] کا علم
حاصل ہو جائے۔

دل ز دانش ہا بشستند این فریق
زانکہ ہر دانش نداند این طریق

اس گروہ کا اصول یہی ہے کہ وہ دل کو عقولِ[۲] عشرہ سے خالی کر دیتے ہیں
کیوں کہ اُن کو معلوم ہے کہ یہ راہ عقل سے طے نہیں ہوتی۔

چوں تجلی کرد اوصافِ قدیم
پس بسوزد وصفِ حادث را قدیم

بغرض جب اُن میں حُسنِ قدیم کا جلوہ ظاہر ہوتا ہے تو وہ جلوہ
انسانی اوصاف کا خاتمہ کر دیتا ہے :-

اَلشِّرْکُ فِی الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ ۔ اَلظَّاهِرُ عِبَادَةُ الْاَصْنَامِ
وَالْبَاطِنُ اَلْاِتِّکَاءُ عَلَی الْخَلْقِ وَرُؤْیَتُهُمْ فِی الضَّرِّ
وَالنَّفْعِ

---

[۱] یعنی علمِ باری تعالیٰ میں سے ضرور کچھ حصہ مِل جائے گا۔

[۲] عشرہ بمعنی دس - عقولِ عشرہ سے مراد وہ دس فرشتے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم
بموجب قولِ حکما، تمام عالم کو پیدا کیا، اور اس کا کل انتظام بھی مکمل کر دیا :-

شرک دو طرح کے ہیں - ایک ظاہری اور ایک باطنی - ظاہری شرک تو بتوں کی پوجا کرنا ہے اور باطنی شرک مخلوق پر بھروسا کرنا اور اُن کو اپنے نفع یا نقصان کا باعث سمجھنا ہے ۔
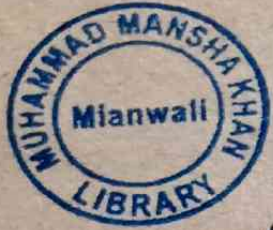
گر رنج پیشت آید، وگر راحت ای حکیم!
نسبت مکن بہ غیر کہ این ہا خدا کُنَد

اے عقلمند! خواہ تجکو دُکھ درد پیش آئے یا عیش و آرام میسر ہو تو دونوں صورتوں میں اس کو کسی اور طاقت کی طرف منسوب نہ کر، کیوں کہ اِن سب کا محرّک خدا ہے ۔

گر گزندت رسد ز خلق مرنج ‏ ‏ که نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

اے سالک! اگر تجکو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کسی سے ناراض نہ ہو کیونکہ دنیا والے نہ راحت کے موجب ہیں نہ تکلیف کے ۔

از خدا دان خلافِ دشمن و دوست ‏ ‏ کہ دلِ ہر دو در تصرّفِ اوست

دشمن کی عداوت اور دوست کی دوستی کو بھی خدا ہی کی طرف سے سمجھ، کیونکہ دونوں کے دل اُسی احکم الحاکمین کے قبضے میں ہیں ۔

گرچہ تیر از کمان ہمی گذرد ‏ ‏ از کمان دار بیند اہلِ خرد

دیکھ اور سمجھ! اگرچہ تیر کمان سے نکلتا ہے لیکن عقلمند جانتا ہے کہ اُس کا چلانے والا تیر انداز ہے ۔

اِجْهَدْ اَنْ تَكُوْنَ مَظْلُوْمًا مَقْهُوْرًا وَلَا تَكُنْ قَاهِرًا

اِس بات کی کوشش کر کہ تو مجبور اور مظلوم بن جائے نہ کہ جابر ۔

ناتوانی بندہ شو، سلطان مباش ‏ ‏ زخم کش چوں گوی شو، چوگاں مباش

حتی الوسع عبد بن جا، بادشاہ نہ بن ۔ گیند کی طرح ضربِ کاری کو برداشت کر

چوگان رہلا، نہ بن کہ تجھ سے دوسروں کو تکلیف پہنچے۔

اِجْهَدْ اَنْ لَا تَأْكُلَ لُقْمَةً وَلَا تَمْشِيَ خُطْوَةً وَلَا تَعْمَلَ شَيْئًا اِلَّا بِنِيَّةٍ صَالِحَةٍ تَصْلُحُ لِلْحَقِّ ؂

اِس امر کی کوشش کر کہ بغیر نیک نیتی کے تو کوئی لقمہ نہ کھائے گا اور نہ کوئی قدم آگے بڑھائے گا اور نہ کوئی کام کرے گا یعنی جو کام بھی ہو خواہ ظاہری یا باطنی اُس کو نیک نیتی سے انجام دے، جس میں خدائے تعالیٰ کی رضامندی نظر ہو۔

يَا غُلَامُ تَحْتَاجُ فِي خَلْوَتِكَ اِلَىٰ وَرَعٍ يُخْرِجُكَ مِنَ الْمَعَا(صِي) وَمُرَاقَبَةٍ تُذَكِّرُكَ نَظَرَ الْحَقِّ اِلَيْكَ +

اے فرزند! تجکو تنہائی میں اِن باتوں کی ضرورت ہے۔ اوّل پرہیزگاری جو گناہوں سے دور کردے، دوسرے مراقبہ لازم ہے، تاکہ تو یہ فراموش نہ کردے کہ خُدا تیری طرف دیکھ رہا ہے۔ اِس طرح تو بُرے کاموں سے بچا رہے گا ؎

پاسبانِ دل شو اندر کلِ حال تا نیابد ہیچ دزد آن جا مجال

ہر حال میں دل کی پاسبانی کرتا کہ اُس میں کوئی چور داخل نہ ہونے پائے

ہر خیالِ غیرِ حق را دزد خوال ایں ریاضت سالکان را فرض دان

خدا کے علاوہ ہر خیال کو چور سمجھ یہی ریاضت سالکوں کے لئے فرض ہے۔

يَا غُلَامُ دَعِ النَّفْسَ وَالْهَوَىٰ وَكُنْ تُرَابًا تَحْتَ اَقْدَامِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْ(مِ)

اے فرزند! نفس اور اُس کی خواہشوں کی پیروی چھوڑ دے اور اس قوم یعنی اولیاء اللہ کے قدموں کی خاک ہو جا۔ ؎

خاک شو مردانِ حق را زیرِ پا خاک کن بر ہر ہوا ایت ہچو ما

اولیاء اللہ کی خاکِ پا بن جا، جس طرح ہم نے اپنی ہر خواہش کو خاک میں ملا دیا ہے اُسی طرح تو بھی اپنی ہر خواہش کو خاک کر دے۔

از بہاران کی شود سر سبز سنگ　　خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

موسمِ بہار سے پتھر کو سرسبزی و شادابی حاصل نہیں ہوتی۔ لہٰذا تو مٹی بن جا تاکہ تیری خاک سے رنگارنگ پھول کھِلیں۔

يَا غُلَامُ خُذْ ذَيْلَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ بِيَدِ الزُّهْدِ لَا بِيَدِ الرَّغْبَةِ

اے فرزند! اس جماعت یعنی اولیاء اللہ کا دامن زہد اور پرہیزگاری کے ہاتھوں سے تھام نہ کہ طمع اور ہوائے نفس سے ؎

مکُن رغبت بہ چیزی ورنہ حالت بی صفا گردد

برغبت آن چہ خواہی عاقبت برجان بلا گردد

کسی شے کی رغبت نہ کر ورنہ بے لوثی کی حالت ختم ہو جائے گی جس شے کی تو رغبت یا خواہش کرے گا۔ انجام کار وہی تیرے لیے وبالِ جان ثابت ہوگی۔

طُوْبٰى لَكَ اِنْ وَافَقْتَ الْحَقَّ وَاَحْبَبْتَهٗ

اگر تو حق تعالیٰ کے فرمان اور حکم کے مطابق عمل کرتا ہے اور اُس کی ذات کو محبوب رکھتا ہے تو یہ عمل تیرے لیے نیک فال ہے۔

ہمچو اسمٰعیل پیشش جان بنہ　　شاد و خندان پیشِ تیغش جان بنہ

حضرت اسمٰعیل کی طرح اُس معبودِ حقیقی کے سامنے اپنی جان نذر کر دے اور اُس کی تلوار کے سامنے اپنی جان ہنستے کھیلتے دے دے۔

تا بماند جانِ تو خندان ابد　　ہمچو جانِ پاکِ احمدؐ با احد

تاکہ جس طرح روحی فداہ حضرت احمدؐ کی جان احد کے ساتھ ہمیشہ خوش

ہے تیری روح بھی باغ باغ رہے۔

عاشقم بر قہر و بر لطفش بہ جد　　　ای عجب من عاشقِ این ہر دو ضد

ہیں اُس کے قہر و غضب اور مروت سے بدل و جان محبت تام رکھتا ہوں۔
کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ میں ان دونوں اضداد کا عاشق ہوں۔

عاشقم بر رنجِ خویش و دردِ خویش　　　بہرِ خوشنودیِ شاہِ فردِ خویش

میں اپنے غم اور اپنے درد و مصیبت پر اپنے واحد آقا و مالک کی رضا کے لیے
جان دیتا ہوں۔

مِنْ شَرَائِطِ مَحَبَّةِ اللّٰهِ مُوَافَقَتُهٗ فِيْكَ وَفِيْ غَيْرِكَ وَمَنْ يَّجْعَلْ لِنَفْسِهٖ وَزْنًا فَلَا وَزْنَ لَهٗ ؎

خدائے تعالیٰ کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ سب کا ساتھ
دیتا ہے۔ یعنی یہ نہ سمجھے کہ خداوند عالم صرف میرے ہی ساتھ ہے، اور
دوسرے بندوں کے ساتھ نہیں۔ یا یہ کہ دوسرے بندوں کے مقابلے میں
مجھ سے زیادہ موافق ہے اور جو شخص اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے اور وزن دیتا
ہے خدا کے حضور میں اُس کا کچھ مرتبہ نہیں ؎

پاک بازانی کہ حق بگزیدہ اند　　　خویش را بدتر ز ہر بد دیدہ اند

جن پاک بازوں نے خدا سے لو لگائی (اور اس کی محبت کو اپنایا) انھوں
نے اپنی ذات کو ہر ایک سے بدتر خیال کیا۔

گر تو خود را ہیچ کس دانی چو خس　　　ہیچ کس باشی نہ باشی ہیچ کس

اگر تو اپنے کو ایک تنکے کی طرح حقیر سمجھے گا تو، تو فی نفسہٖ حقیر ہوگا۔ مگر
اس حقارت سے دوسروں کے آگے ذلیل نہیں ہو سکتا۔

چو خود را ز نیکاں شمردی بدی　　　نہ گنجد اندر خدائی خودی

اگر تو نے اپنے کو نیک خیال کیا تو ظاہر ہے کہ تو بد ہے، کیوں کہ خدا کی خدائی میں خودی کی گنجائش ناممکن ہے۔

عَلَيْكُمْ بِمَذْهَبِ السَّلَفِ الصَّالِحِ

تم کو لازم ہے کہ گزشتہ بزرگوں اور صالح لوگوں کی پیروی و اقتدا اختیار کرو ؎

راہِ آناں رَو کہ مقبولِ حق اند　　در رہِ حق رفتہ باحق ملحق اند

خدا کے مقبول بندوں کا راستہ اختیار کر، کیونکہ وہ راہِ حق پر چل کر حق کے قریب ہیں۔

ہاں مرو آں رہ بگفتن ہر خسی　　ورنہ در کو رو کبود اُفتی بسی

کسی کمینے کے کہنے سے وہ راہ نہ اختیار کر جس سے تو گمراہ ہو جائے

مَنْ أَرَادَ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا أَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَ الْخَلْقِ وَقَطَعَ عَنْهُ عَطَائَهُمْ حَتّٰى يَرُدَّهٗ إِلَيْكَ

جس کے واسطے اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہے، اُس کے اوپر مخلوق کے دروازے بند کر دیتا ہے، اور مخلوق کی طرف سے اُس پر اُن کی بخشش و عطا کے راستے روک دیتا ہے، یہاں تک کہ اُس کو اپنی طرف پھیر لیتا ہے ؎

ایں جفای خلق با تو ہر زماں　　گنج ہا آمد اگر دانی نہاں

یہ خلقِ خدا جو تیرے ساتھ دم بدم جفا کر رہی ہے، اگر تو باطناً سمجھے تو تیرے لیے کسی خزانے سے کم نہیں۔

خلق را با تو چنیں بد خو کنند　　تا ترا ناچار رُد ِ او کنند

دُنیا کو تیرے ساتھ اِس لیے بدخوئی پر آمادہ کیا گیا ہے، تاکہ تو اُس سے

مجبور ہو کر کنارہ کش ہو جائے ۔

مَنِ اشْتَغَلَ بِاللّٰہِ اِحْتَاجَ اِلَیْہِ کُلُّ شَیْءٍ

جو شخص خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، ہر چیز اُس کی طرف جُھک جاتی ہے ؎

ای دل! خیالِ قدمش در ہر سری کہ باشد

آید بپای بوسش ہر سروری کہ باشد

اے دل! جس سر میں اُس خدا کے قدم لینے کا سودا ہوتا ہے، اُسی کے قدموں کے بوسے کی تمنا سرداروں کو ہوتی ہے ۔

یُعَاقِبُکَ الْحَقُّ عَزَّ وَجَلَّ بِالْفَقْرِ وَالسُّوَالِ لِلْخَلْقِ وَرَفْعِ الرَّحْمَۃِ مِنْ قُلُوْبِہِمْ

خداوند بزرگ و برتر تجھے اُس وقت عذاب نازل فرماتا ہے، جب تو اپنا فقر و فاقہ اور سوال لوگوں کے آگے ظاہر کرتا ہے۔ اُن کے دلوں سے رحم اُٹھا دیتا ہے، تاکہ وہ تجھے حقارت کی نظر سے دیکھیں ؎

از فقر و سوال در بلا خواہی ماند   دائم بسبرِ رنج و عنا خواہی ماند

فقر و فاقہ کی حکایت اور سوال کرنے کی لت سے تو بلاؤں میں گرفتار رہے گا بلکہ ہمیشہ تکلیف اور رنج میں بسر کرے گا ۔

وَاحَرَقَاہُ کَیْفَ تَمُوْتُوْنَ وَمَا عَرَفْتُمْ رَبَّکُمْ

میری دل سوزی کا سبب یہ ہے کہ تم ایسی حالت میں مرتے ہو کہ تم نے اپنے پالنے والے کو بھی نہیں پہچانا ؎

وای صد وای کہ نزدیک بہ مُردن شدہ

ہجرِ آن راحتِ جان ہا خبری نیست تُرا

افسوس صد افسوس کہ تو گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے، لیکن تجکو اُسی روح پرور کے فراق و ہجر کی پروا نہیں۔

اَلشُّجَاعَۃُ صَبْرُ سَاعَۃٍ یَا طَالِبَ الْاَشْیَآءِ مِنْ غَیْرِہٖ مَا اَنْتَ عَاقِلٌ ھَلْ شَیْءٌ لَیْسَ ھُوَ فِیْ خَزَآئِنِ اللّٰہِ

شجاعت یعنی بہادری ایک ساعت کا صبر ہے ؎

صبرِ یک ساعت اگر از تو در آید بوجود

از شجاعاں بنویسند دریں میدانت

اگر تو ایک لمحے کے لیے بھی صبر سے کام لے تو کارکنانِ قضا و قدر تیرا نام اِس میدان کے بہادروں کی فہرست میں لکھ لیں۔

اے ڈھونڈنے والے! تو ہرگز عقل مند نہیں، کیوں کہ تو درِ خداوندی کے علاوہ دوسری جگہ اسے تلاش کرتا ہے۔ کیا کوئی چیز ایسی بھی ہے جو خداوند تعالیٰ کے خزانے میں نہ ہو؟ ؎

از کسی دیگر چہ می خواہی بگو　　حق ندادہ مفلسی آمد بہ تو

بتا تو سہی کہ تو کسی اور سے کیوں مانگتا ہے؟ کیا بغیر رضائے الٰہی تونے مُفلسی کا منہ دیکھا ہے۔

ہیں از و خواہی نی از غیر او　　آب از یم جو، مجو از خشک جو

مانگتا ہے تو صرف اُسی سے مانگ۔ اُس کے علاوہ کسی دوسرے سے نہ مانگ۔ سمندر سے پانی کی خواہش کر نہ کہ خُشک چشمے سے۔

رزق از وی جو، مجو از زید و عمر　　مستی از وی جو، مجو از بنگ و خمر

رزق صرف اُسی سے مانگ زید و بکر سے نہیں، مستی و بے خودی بھی اُسی سے طلب کر نہ کہ بھنگ اور شراب سے۔

در بخواہی از دگر ہم رود ہد　　　　برکفش سیلِ سخا ہم رود ہد

اگر تو کسی اور سے بھی مانگے گا تو رنج ملے گا اور سخاوت کا سیلاب اُس سے یعنی خدا سے رواں ہوگا۔

اِيَّاكَ وَالْحَسَدَ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الْقَرِيْنُ هُوَ الَّذِیْ خَرَّبَ بَيْتَ اِبْلِيْسَ وَاَهْلَكَهٗ وَجَعَلَهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَجَعَلَهٗ مَلْعُوْنَ الْحَقِّ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَخَلْقِهٖ ؁

حسد سے پرہیز کرو اور بچ کیوں کہ حسد بہت بُرا ہم نشین ہے۔ یہی حسد ہے جس نے ابلیس کے گھر کو ویران کیا، اور اُس کو ہلاکت میں ڈالا حتیٰ کہ اُس کو دوزخی بنا دیا اور خداوند کریم اور اُس کے تمام فرشتوں اور تمام مخلوق سے راندہ و ملعون کر دیا گیا۔

يَا غُلَامُ لَوْ كَانَ عِنْدَكَ ثَمَرَةُ الْعِلْمِ وَبَرَكَتُهٗ لِمَا سَعَيْتَ اِلٰى اَبْوَابِ السَّلَاطِيْنِ فِیْ حُظُوْظِ نَفْسِهٖ

اے بیٹے! اگر تیرے پاس علم کا پھل اور اُس کی برکت ہوتی تو تو بادشاہوں اور امیروں کے دروازے پر خواہشِ نفسانی کے واسطے ہرگز نہ کھڑا ہوتا ؎

نورِ علم ار بر دلت تاباں بدی　　　　کی ترا پروای سلطانان بدی

اگر تیرا دل نورِ علم سے روشن ہوتا تو تجھکو بادشاہوں کی پروا نہ ہوتی

چون تو قدرِ علمِ حق نشناختی　　　　لاجرم سر در رہِ شان باختی

چوں کہ تو نے علمِ خداوندی کی قدر نہ کی، اِس لیے تو نے اُن (بادشاہوں) کی راہ میں اپنے سر کی بازی لگا دی۔

حق ترا ہم کرد بی قدر و وقار　　　　پیشِ مرداں زاں مبد نیا خوار دار

(بنابریں) خدا نے تجکو بھی ذلیل و حقیر کر دیا، لہٰذا دنیا میں تو لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہے۔

نَوْمُ الْقَوْمِ غَلَبَةٌ اَكْلُهُمْ فَاقَةٌ كَلَامُهُمْ ضَرُوْرَةٌ وَالْخَرَسُ دَاْبُهُمْ وَطَرِيْقَتُهُمْ :

یہ جماعت، یعنی اہل اللہ نیند کے غلبے کے وقت سوتے ہیں، اور بھوک کے وقت کھاتے ہیں، اور ضرورت کے وقت کلام کرتے ہیں۔ کیوں کہ اُن کی روش گونگا بن کر خاموش رہنا ہے۔

اصلِ کارِ صوفیان کم خواری ست ذکر و فکر و خلوت و بیداری ست

صوفیوں کا اصل کام کم کھانا، ذکر (خداوندی) فکر، تنہائی اور بیداری ہے۔

جُز حضورِ دوست نبود دینِ شاں
گُنگی و خاموشی است آئینِ شاں

اُن کا طریقہ صرف دوست کو پیشِ نظر رکھنا ہے، اور اُن کا اصول سکوت و خاموشی ہے۔

يَا غُلَامُ لِيَكُنِ الصَّمْتُ وَالْبَكْمُ وَالْخُمُوْلُ لِبَاسَكَ وَالْهَرَبَةُ عَنِ الْخَلْقِ كُلَّ مَقْصُوْدِكَ -

اے بیٹے! تجکو چاہیے کہ خاموشی تیرا طریقہ ہو، اور گمنامی تیرا لباس اور لوگوں سے دور رہنا تیرا اصل مقصود ہو۔

دلا! مجنوں صفت خود را خلاص از قید عالم کُن
رہِ صحرای اُلفت گیر و رُو در وادیِ غم کُن

اے دل! مجنوں کی طرح اپنے کو دُنیا کی قید سے آزاد کر دے۔ صحرائے اُلفت کا راستہ لے اور وادیِ محبت کا رُخ کر۔

اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تَنْقَبَ فِی الْاَرْضِ سَرَبًا[1] تَخْتَفِیْ فِیْہِ فَافْعَلْ

اگر تجھ سے ہو سکے تو زمین میں ایک غار کھود لے اور اس میں چھپ جا۔

قعرِ چہ بگزید ہر کو عاقل است — زاں کہ در خلوت صفائی دل است

جو بھی عقلمند ہے، وہ کنوئیں کی تہ کو پسند کرتا ہے، کیوں کہ خلوت میں دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

یَا غُلَامُ اِنْ اَرَدْتَ سِعَۃَ الصَّدْرِ وَطِیْبَ الْقَلْبِ فَلَا تَسْمَعْ مَا یَقُوْلُ الْخَلْقُ وَلَا تَلْتَفِتْ اِلٰی حَدِیْثِھِمْ اَمَا تَعْلَمُ اَنَّھُمْ لَا یَرْضَوْنَ عَنْ خَالِقِھِمْ فَکَیْفَ یَرْضَوْنَ عَنْکَ

اے بیٹے! اگر تو سینے کی فراخی اور دل کی خوشی چاہتا ہے تو لوگ جو کچھ تجکو کہیں اُس کو نہ سُن اور اُن کی گفتگو کی طرف متوجہ نہ ہو۔ کیا تو نہیں جانتا کہ یہ دُنیادار لوگ جب اپنے خالق ہی سے راضی نہیں تو تجھ سے کیوں کر راضی ہوں گے؟

خدمتی می کن برای کردگار — با قبول و ردِّ مخلوقت چہ کار

تجکو اپنے پروردگار کی خدمت میں لگا رہنا چاہیئے۔ تجکو اِس سے کیا غرض کہ مخلوق تجکو پسند کرتی ہے یا ناپسند۔

گر دو سہ ابلہ ترا مُنکر شوند — تلخ کی گردی چو ہستی کانِ قند

اگر چند بے وقوف تجھ سے مُنکر ہو جاتے ہیں (تو کیا حرج ہے) (کیوں کہ) جب تو کانِ قند ہے تو تلخ کیسے بن سکتا ہے۔

[1] سَرَبْ بفتحتین سُرنگ۔ ۱۲

پیرویِ پیغمبرانؑ رارہ سپر　　　طعنۂ خلقت ہمیں بادی شمر

پیغمبروںؑ کے راستے پر چل۔ مخلوق جو تجھ پر طعن کرتی ہے اُس کو بھی ایسا ہی خیال کر کہ اُس نے پیغمبروںؑ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا تھا۔ دیکھ کہ مخلوق نے پیغمبروںؑ تک کو بُرا بھلا کہا۔ پھر تو کیوں بُرا مانتا ہے۔ جا اور پیغمبروںؑ کا یہ راستہ اختیار کر۔

آن خداوندان کہ رہ طے کردہ اند　　　گوش بر بانگِ سگان کی کردہ اند

جن طالبانِ حق نے منزل طے کر لی ہے وہ وہی ہیں جنھوں نے کُتوں کے بھونکنے کی پروا نہیں کی۔

یَا غُلَامُ اِتَّبِعِ الْقَوْمَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا یَسْمَعُوْنَ مِنْ غَیْرِہٖ وَلَا یُبْصِرُوْنَ مِنْ غَیْرِہٖ۔

اے بیٹے! اُس جماعت کی پیروی کر، جو خداوندِ تعالیٰ کے سوا کچھ اور خیال میں نہیں لاتی اور نہ اُس کے علاوہ کچھ اور سُنتی ہے، اور نہ اُس کے سوا کچھ اور دیکھتی ہے۔

شو بندۂ آں قوم کز عینِ صفا　　　یک لحظہ نیند غافل از ذکرِ خدا

اُس جماعت (اہل اللہ) کا بندہ بن جو صدق و صفا کے ساتھ ذکرِ خداوندی

ملہ واضح ہو کہ جب طالب، دُنیا و مافیہا سے دست بردار ہو کر، پوری طرح اپنے معشوقِ حقیقی، یعنی جنابِ باری کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو اُس کے تمام لطیفے ایک زبان ہو کر اُس کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ جب وہ درجۂ اطمینان کو پہنچتا ہے تو اُس کے تمام خیالات اور تصورات کا مجموعہ مل کر ایک تصویر بن جاتا ہے یعنی سوا خیالِ باری کے اور کوئی خیال باقی نہیں رہتا اور عشقِ الٰہی اور تصورِ شوقِ حقیقی یہاں تک اُس میں سرایت کر جاتا ہے کہ وہ سراپا اپنے معشوق کی تصویر بن جاتا ہے۔ پھر اُس وقت وہ کھاتا ہے تو اُس سے سُنتا ہے تو اُس سے۔ غرض جو فعل ہوتا ہے، وہ اُسی سے ہوتا ہے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے درحقیقت اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اے لڑکے! ایسی جماعت کی پیروی کر جس کی یہ حالت ہے۔ ۱۲ واللہ اعلم

سے ایک لمحے کو بھی غافل نہیں ہوتی۔

در لجۂ بحرِ جمعیت غرق اند — طی ساختہ اند بادیۂ تفرقہ را

اور بحرِ جمعیت میں ڈوب کر صحرائے مخالفت سے گزر گئے ہیں۔

یَا غُلَامُ کُنْ مَعَ اللّٰہِ اَصَامِتًا عِنْدَ مَجِیْءِ قَدْرِہٖ وَفِعْلِہٖ حَتّٰی تَرٰی مِنْہُ اَلْطَافًا کَثِیْرًا

اے بیٹے! خداوندِ تعالیٰ کی تقدیر و تصرف کے وقت اُس کے حضور میں خاموش رہ اور اعتراض نہ کر تاکہ تجھ پر مہربانیاں اور الطاف زیادہ ہوں ؎

باوردِ بلا گر نفسی بنشینی — با صبر بہ بینی کہ چہا بہ بینی

اگر بلا کے آتے ہی تو ذرا صبر کے ساتھ بیٹھے تو پھر دیکھ کہ کیا خوب پیش آتا ہے۔

کُنْتُ لَا اَھْرَبُ مِنْ کَلَامِ الشُّیُوْخِ فَظَاظَتِھِمْ بَلْ کُنْتُ اَخْرَسَ وَاَعْمٰی وَاَنْتَ لَا تَصْبِرُ عَلٰی کَلَامِھِمْ وَتُرِیْدُ تُفْلِحُ کَلَّا

اے بیٹے! میں بزرگوں اور پیروں کے کلام اور سختی سے نہیں بھاگتا تھا، بلکہ اُن کی سختی کو دیکھکر اپنے آپ کو گونگا اور اندھا بنا لیا کرتا تھا، اور اُن کی سخت کلامی پر صبر کیا کرتا تھا۔ لہٰذا اگر تو بھی اُن کی سخت کلامی پر صبر نہیں کرتا اور فلاح کی اُمید رکھتا ہے تو یہ قطعی ناممکن ہے ؎

سرد گویند، گرم گویند، خوش بگیر — تا ز گرم و سرد بجہی از سعیر

(پیرِ مغنی) خواہ نرم گفتاری سے پیش آئیں یا سخت کلامی سے، اُس کو بہتر سمجھ، تاکہ تو اس سرد و گرم کے ذریعے نارِ جہنم سے نجات حاصل کرلے

زہرِ الشان خور، مخور شہدِ خساں — تا کسی گردی باقبالِ شہاں

اُن کا دیا زہر بھی پی جا، لیکن نا اہلوں کا شہد بھی نہ پی، تاکہ تو اقبال مندی میں بادشاہوں کی طرح ہو جائے۔

مر ترا دشنام وسیلی شہاں   بہتر ست آن از ثنای دیگراں

دوسروں کی توصیف سے بہتر ان بادشاہوں کی گالی اور تھپڑ ہیں۔

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِّ پیر   دامنِ آن نفس کُش را سخت گیر

پیر کے سائے کے سوا اور کوئی ایسی شے نہیں جو تیرے نفس کو ختم کرے۔ لہٰذا اُس "نفس کُش" کا دامن مضبوط پکڑ۔

إِنِّي أَرَاكَ تَزْدَادُ عِلْمًا ظَاهِرًا وَجَهْلًا بَاطِنًا وَمَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاتِ مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا فَلْيَزِدْ وَجْعًا وَتَعَلَّمْ مَا هٰذَا الْوَجْعُ هُوَ الْخَوْفُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَذُلٌّ لَهٗ وَلِعِبَادِہٖ۔

بے شک میں دیکھتا ہوں کہ تیرا ظاہری علم زیادہ ہوتا جاتا ہے اور تو باطن میں جاہل بنتا جاتا ہے۔ توراۃ میں لکھا ہے کہ جس کو علم زیادہ ہو جائے تو لازم ہے کہ اُس میں درد بھی بڑھ جائے۔ تو جانتا ہے کہ وہ درد کیا ہے؟ خدائے تعالیٰ کا ڈر، اُس کے حضور میں عاجز ہونا، اور اُس کے بندوں کے ساتھ تواضع سے پیش آنا ؎

علم از بہرِ حلم می خوانند   در تو این تندی و درشتی چیست؟

علم حاصل کیا جاتا ہے بُردباری اور سنجیدگی کے لیے۔ پھر تجھ میں یہ تیزی اور سختی کیسی؟

وَذٰلِكَ تَقْعُدُ فِي صَوْمَعَتِكَ وَقَلْبُكَ فِي بُيُوْتِ الْخَلَائِقِ مُنْتَظِرٌ فِي مَجِيْئِهِمْ وَهَدَايَاهُمْ۔

افسوس ہے تجھ پر کہ تو ظاہر میں اپنے عبادت خانے میں بیٹھا ہے اور تیرا

دل لوگوں کے گھروں میں سیر کر رہا ہے، اور تو اُن کے آنے کا منتظر ہے کہ وہ تیرے پاس ہدیے اور تحفے لائیں۔

ضَاعَ زَمَانُكَ وَجَعَلْتَ لَكَ صُوْرَةً بِلَا مَعْنًى حُسْنُ الْخُلُقِ هُوَ اَنْ لَا تُؤَثِّرَ فِيْكَ جَفَاءُ الْخَلْقِ بَعْدَ مُطَالَعَتِكَ لِلْحَقِّ وَاسْتِصْغَارِ نَفْسِكَ

تم نے اپنی عمر کو برباد کر دیا اور اپنی صورت کو بے معنی بنا دیا ہے۔ خوش خلقی اس کا نام ہے کہ جب دنیا میں تو نے خداوند کریم کے تصرف کو چشم بصیرت سے دیکھ لیا اور اپنے آپ کو حقیر اور عاجز گردان لیا۔ پھر تجھ پر لوگوں کا ظلم اور سختی اثر نہ کرے، تو یہی سمجھ کہ جو کچھ میری جان پر ہو رہا ہے وہ من جانب اللہ ہے۔ ذرا سوچ تو سہی کوئی دوست پر ناراض ہوتا ہے۔

اَلْمَحَبَّةُ هِيَ تَشْوِيْشُ الْقُلُوْبِ تَقَعُ مِنْ حُبِّ الْمَحْبُوْبِ فَيَصِيْرُ الدُّنْيَا عَلَيْهِ كَحَلْقَةِ خَاتَمٍ اَوْ مَجْمَعِ مَاتَمٍ ÷

محبت دل کی پریشانی کا نام ہے، جو محبوب کی محبت سے ہاتھ آتی ہے اور دُنیا اُس شخص پر جس کے دل میں محبت کا کھٹکا ہے، ایک انگوٹھی کے حلقے کی طرح تنگ ہو جاتی ہے، اور ماتم زدہ لوگوں کی مجلس کی طرح اُس کا حال تباہ ہو جاتا ہے ؎

گویا ہمہ غم ہائے جہاں در یک جا	جمع آمدہ بود عشق نامش کردند

گویا تمام دُنیا کے غم ایک جگہ اکٹھا ہو گئے اور اُس کا نام "عشق" رکھ دیا گیا۔

يَا غُلَامُ كُلَّمَا تَرَاهُ مِنَ الْوُجُوْهِ الْمُسْتَحْسَنَةِ وَتُحِبُّهُ فَهُوَ حُبٌّ نَاقِصٌ وَاَنْتَ مُعَاقَبٌ عَلَيْهِ وَالْحُبُّ الصَّحِيْحُ

الَّذِی لَا یَتَغَیَّرُ هُوَ الَّذِی تَرَاهُ بِعَیْنِ قَلْبِكَ وَهُوَ دَابُ الصِّدِّیْقِیْنَ الرُّوحَانِیِّیْنَ

اے بیٹے! جب تو اُس کے چہرے کے ظاہری حُسن وجمال سے محبت کرتا ہے تو یہ حُبّ ناقص ہے اور اس پر تجھکو عذاب ہوگا۔ درست اور صحیح محبت وہ ہے جو کبھی کم وبیش نہ ہو یعنی تو اُس کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھے۔ اِس کا نام روحانی محبت ہے۔

عشق آن بگزیں کہ جملہ انبیاؑ یافتند از عشقِ او کار و کیا

اُس کا عشق اختیار کر جس کے عشق سے انبیاؑ نے اپنے کام بنائے۔

عشقِ آن زندہ گزین کو باقی است در شرابِ جان فزایت ساقی است

اُس واجب الوجود کا عشق اختیار کر، جو ہمیشہ زندہ رہے گا، اور اپنی شرابِ جان فزا سے تیرا ساقی ہے۔

ہر صورتِ زیبا کہ تُرا ردی نمود خواہد فلکش زد در چشم نور بود

ہر وہ اچھی صورت جو تجھکو بھلی معلوم ہوتی ہے، آسمان اُس کو تیری نظروں سے اوجھل کر دینا چاہتا ہے۔

رو دل بکسی دہ کہ در اطوارِ وجو بودہ است ہمیشہ با تو خواہد بود

جا اور اُس سے دل لگا جو کائناتِ ہستی میں ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا۔

تَمَّتْ هٰذِهِ الرِّسَالَةُ

ترجمہ
رسالہ
آداب الشیخ
للشیخ شہاب الدین السہروردی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرید کو شیخ کی خدمت میں جانا، اور اُس کی خدمت میں بیٹھنے کے آداب اور اطوار سے واقف ہونا اور اُن پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیوں کہ جب مرید شیخ کی خدمت میں مؤدب رہے گا تو شیخ کے دل میں اُس کی محبت پیدا ہو جائے گی، اور جب شیخ کے دل میں اُس کی محبت اثر کر گئی تو اس وسیلہ جمیلہ سے مرید کا وجود رحمتِ الٰہی اور برکات و فیوض لامتناہی میں شامل ہو جائے گا مرید کا شیخ کے حضور میں مقبول ہونا، اِس بات کی کھُلی دلیل ہے کہ وہ خداوندِ کریم اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سب مشائخ کے حضور میں جو اُس کے شیخ اور رسول علیہ السلام کے درمیان واسطہ ہیں مقبول ہو چکا۔ مقبولِ اہلِ دل مقبولِ خداست یعنی جو شخص اہلِ دل حضرات کے نزدیک مقبول ہے، وہ خدا کے نزدیک بھی مقبول ہے۔

شیخ کے بعض حقوقِ تربیت کا بدلہ سوا حسنِ آداب کے اور کچھ نہیں۔ چوں کہ مُرید کو عُلماء اور مشائخ کے ساتھ اُبوتِ معنوی کی نسبت ہے، اس واسطے اُن کی تعظیم و توقیر بھی نہایت ضروری ہے، اور اِس امر میں کوتاہی کرنا بے معنی۔ بزرگوں کی خدمت اور بڑوں کی قدر شناسی بہت ضروری امر ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا

یعنی جو شخص چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، خاص کر شیخ جو خداوند کریم کی حضوری کا نہایت ہی نزدیک وسیلہ ہے۔ اگر کوئی شخص اُس کے حقوق میں کوتاہی کرے گا تو وہ خداوند کریم کے حقوق ادا کرنے میں قاصر کہلائیگا مَنْ ضَيَّعَ رَبَّ الْاَدْنیٰ لَمْ يَصِلْ رَبَّ الْاَعْلیٰ یعنی جس نے چھوٹے مربّی کے حقوق کو ضایع کیا، وہ بڑے مربّی یعنی پروردگار تک نہیں پہنچ سکتا۔ مریدوں میں شیخ کا وجود گویا نبی علیہ السلام کے وجود کا نمونہ ہے۔ صحابہ رضؓ میں چوں کہ شیخ مخلوق کو خدا کی طرف دعوت دینے والا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی رو سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب ہے کیوں کہ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ کے معنی ہیں شیخ اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسے نبیؐ اپنی اُمت میں کُلّی اور جزئی آداب جن کی نگاہ داشت اور لحاظ مرید کو شیخ کے حضور میں لازم ہیں وہ پندرہ ہیں۔

اَدَبِ اوّل:۔ مرید کو لازم ہے کہ اپنے شیخ کو مریدوں کی تربیت وارشاد اور تادیب و تہذیب میں اُس زمانے کے مشائخ سے اعلیٰ اور اکمل جانے بلکہ یہی اعتقاد رکھے کیوں کہ، اگر کسی دوسرے کو اُس کا ہم پلہ یا اُس سے زیادہ سمجھے گا تو محبت والفت کا تعلق ضعیف اور سست ہوجائے گا۔

بنابریں مشائخ کرام کے اقوال اور احوال کی سرایت کا رابطہ شیخ کے ساتھ محبت رکھنے سے ہوتا ہے مرید کو اپنے شیخ کے ساتھ، جس قدر زیادہ محبت ہوگی، اُسی قدر اُس کی تربیت کی استعداد قوی ہوتی جائے گی [۱]

[۱] یہاں یہ خیال نہ کرے کہ میرے شیخ کے سوا دنیا میں کوئی ولی اللہ اور خدا کا دوست نہیں ہے ہو۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر — توچہ دانی کہ دریں گرد سواری باشد

یعنی دُنیا کے خاکساروں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ۔ تجھکو کیا معلوم کہ اِس غبار میں کوئی شہسوار پوشیدہ ہو۔

(بقیہ صفحہ ۲۴ پر ملاحظہ ہو)

ادبِ دوم :- شیخ کی صحبت کے التزام میں کمرِ ہمت بندھی رہے یعنی طالب اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلے کہ میرا فتح الباب یعنی دینی و دُنیوی سعادت اور تکمیل کا دروازہ شیخ کی صحبت اور اُس کی خدمت سے کُھلے گا - نیز یہ بھی طے کرلے کہ شیخ کے آستانے پر اپنی جان بھی قربان کردے گا اور منزلِ مقصود کو حاصل کرلے گا اس عزیمت اور ثبات ہمت کی علامت یہ ہے کہ اگر شیخ اُس کو رَد اور دور بھی کرے تو بھی شیخ سے نہ پھرے اور نہ بے اعتقاد ہو کیوں کہ مشائخ اکثر مریدوں کی ہمت کا امتحان بھی لیتے ہیں - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ابو عثمان حیری شاہ شجاع کرمانی علیہ الرحمہ کے ساتھ نیشاپور میں ابو حفص حدّاد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو تشریف لائے -

---

(حاشیہ) اِس باب میں بعض احباب افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں جو اُنکی ہلاکت کا باعث ہے یعنی جب اُنکے سامنے کسی شیخ یا سجادہ نشین کا ذکر ہوتا ہے تو اُس کی غیبت بلکہ تحقیر کرتے ہیں یا اُس کے عیوب بیان کرنے لگتے ہیں اِس سے بڑھ کر اُنکی ہلاکت کے لیے کوئی بدی نہیں - کیوں کہ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا یعنی غیبت زنا سے بھی زیادہ بُری شے ہے بعض تو بے جھجک بول اُٹھتے ہیں کہ آجکل کے فلاں سجادہ نشین یا شیخ نے دکان داری پھیلائی ہے - یہ کلمہ بھی قابل غور ہے کہ اگر وہ سجادہ نشین یا شیخ باطنی تکمیل سے بے بہرہ ہے اور بظاہر بنا ہوا ہے تو اُس کے مکر اور دھوکے کا حساب خداوند کریم اُس سے قیامت میں لے گا - چنانچہ اس حالت میں بھی غیبت درست نہیں ؎

هر کرا جامہ پارسا بینی — پارسادان و نیک مرد انگار

یعنی جس شخص کا لباس پارساؤں کا سا دیکھ اُس کو پارسا اور نیک خیال کر -

در ندانی کہ در نہادش چیست — محتسب را درونِ خانہ چہ کار

اور اگر تو نہیں جانتا کہ اُس کے دل میں کیا ہے تو کیا حرج ہے - آخر داروغۂ آبکاری کو اُس کے گھر یلو معاملات سے کیا غرض ؟ اور اگر وہ باطنی کمال سے بہرہ ور ہو تو خیال کر کہ خدا کے دوست کی غیبت تمھیں کہاں پہنچائیگی اَلْحَذَرْ اَلْحَذَرْ مِنَ الْغِیْبَۃِ (غیبت سے پرہیز کر) غیبت کرنے والا اپنی تمام نیکیاں دوسرے کو دے دے دیتا ہے - ۱۲۰

ابو حفص حدادؒ نے عثمان حیری کی پیشانی میں نورِ ولایت کو روشن دیکھ کر قوتِ القائی سے اُس کے احوال کو جذب کرلیا اور اپنی ارادت میں مقید کر دیا۔ جب شاہ کرمان واپس ہونے لگے تو ابو عثمان حیری نے شاہ کرمان سے کہا کہ آپ کچھ دن اور نیشاپور میں قیام فرمائیں تو بہتر ہے۔ ابو حفص حدادؒ نے عثمان حیری کو اپنے پاس سے اُٹھا دیا اور فرمایا کہ آئندہ ہماری مجلس میں نہ بیٹھے۔ ابو عثمان اس اشارت کو قبول کر کے پچھلے پاؤں پیچھے ہٹے یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہو گئے۔ لیکن اپنے دل میں یہ ٹھان لی کہ ابو حفص حدادؒ کے دروازے پر ایک گڑھا کھود کر بیٹھ جاؤں اور جب تک وہ باہر نکلنے کی اجازت نہ دیں اُس وقت تک باہر نہ آؤں۔ جب ابو حفص حدادؒ نے عثمان حیری کی سچی ارادت اور بلند ہمت کا مشاہدہ فرمایا، تو اُن کو بُلا کر بہت مہربانی فرمائی اور اپنے خواص میں داخل کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی بیٹی کا نکاح بھی اُن کے ساتھ کر دیا۔ شیخ کی رحلت کے بعد یہی سجادہ نشین ہوئے

ادبِ سوم :- اپنی جان و مال میں تصرفاتِ شیخ کا مانع نہ ہو۔ جو کچھ شیخ فرمائے اُسی پر راضی اور قائم رہے، کیونکہ ارادت اور محبت کا جوہر اِس طریقے کے سوا کسی اور طرح ظاہر نہیں ہو سکتا اور اُس کی سچائی اور ارادت کا عیار اِس کسوٹی کے سوا نہیں پرکھا جا سکتا۔ چنانچہ خداوند کریم نے اپنی سچی کتاب میں فرمایا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا :- یعنی قسم ہے آپؐ کے رب کی کہ یہ لوگ اُس وقت تک ایمان دار نہ ہوں گے جب تک کہ اِن کے درمیان جو جھگڑا ہوا ہے اُس کا فیصلہ آپؐ سے نہ کرائیں اور پھر آپؐ کے اِس فیصلے میں اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں بلکہ اس کو پوری طرح تسلیم کرلیں۔

ادب چہارم :- شیخ کے ظاہری اور باطنی تصرفات میں اعتراض نہ کرے اور جب شیخ کے احوال سے کسی باب میں تردد ہو اور اُس بات کی صحت کو معلوم نہ کر سکے تو حضرت موسیٰؑ اور خضر علیہما السلام کے واقعے پر غور کرے کہ باوجود نبوت اور کمالِ علم کے موسیٰؑ نے خضرؑ کے بعض تصرفات پر کیسا انکار کیا تھا اور جب موسیٰؑ پر اُن تصرفات کے راز اور حکمت کے ابواب کھل گئے تو مان گئے۔ لہٰذا جس بات کے راز کو نہ سمجھ سکے اُس میں اپنی سمجھ اور علم کا قصور اور کوتاہی سمجھے۔ تاکہ اُس کی ارادت اور محبت میں کمی نہ آنے پائے۔ کیونکہ محبت اور ارادت کے کم ہو جانے سے شیخ کے سینے سے مُرید کے سینے میں فیوض کی آمد کم ہو جاتی ہے۔

حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مُرید نے آپ سے سوال کیا۔ پھر شیخ علیہ الرحمہ کے جواب پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا فَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ یعنی اگر تم کو مجھ پر یقین نہیں ہے تو مجھ سے کنارہ کشی اختیار کرو۔

ادبِ پنجم :- دینی اور دُنیوی، کُلّی اور جُزوی غرض تمام کاموں کو شیخ کی ارادت و اختیار اور اجازت کے بغیر شروع نہ کرے۔

ادبِ ششم :- شیخ کے خطرات کی رعایت واجب ہے۔ جو حرکت شیخ کو ناپسند ہے اُس پر اقدام نہ کرے اور اپنی اُس حرکت کو شیخ کے حُسنِ خلق، کمالِ حلم اور مدارِ عفو پر اعتماد اور بھروسا کر کے خفیف نہ سمجھے۔

ادبِ ہفتم :- اپنے کشف اور واقعات کے احوال شیخ کے آگے ظاہر کرے اور اُن کی صحت و سقم کے لیے صرف شیخ کے علم کی رہنمائی تلاش کرے۔ کشف اور واقعات خواہ بیداری میں ہوں یا نیند میں، اُن کو شیخ کے علم کی طرف رجوع کرے اور جب تک اُن کی صحت اور ماہیت کو اچھی طرح نہ سمجھ لے، اُن کی صحت پر جلدی سے

حکم نہ کر بیٹھے، کیوں کہ بہت ممکن ہے کہ اُن واقعات کا منبع اور رجحِ مرید کی جان میں پوشیدہ کوئی ارادت ہو جس سے وہ آگاہ نہیں اور بے سوچے سمجھے اُن کی صحت پر حکم کر بیٹھے، اور اُس سے کوئی خلل واقع ہو۔ لہٰذا جب واقعات کو شیخ کے آگے بیان کرے گا اور شیخ اپنے علم سے اُن کی ماہیت سے واقف ہو جائے گا تو مرید کو اُس کی صحت سے مطلع کر دے گا۔ اُس وقت اُس کو شیخ کے حکم پر یقین کے ساتھ عمل کرنا چاہیے۔ ورنہ شبہ تو ضرور ہی رفع ہو جائے گا۔

ادب ہشتم :۔ جب شیخ کلام کرے تو اُس کے کلام کو غور سے سُنے اور منتظر رہے کہ شیخ کے کلام پر کیا گزر رہا ہے۔ شیخ کی زبان کو کلامِ الٰہی کا واسطہ و وسیلہ سمجھے اور یقین کرے کہ شیخ خدا کے ساتھ ہم کلام ہے۔ حرص و ہوا کے ساتھ کچھ نہیں کہتا اور مرتبہ بی ینطق وبی یبصر وبی یسمع کو پہنچا ہے۔ شیخ کے دل کو بحرِ مواج خیال کرے جو علم کے خزانوں اور معرفت کے موتیوں سے بھرا پڑا ہے اور جب عنایتِ ازلی کی لہر آتی ہے تو اُن بیش بہا جواہرات میں سے بعض کو زبان کے ساحل پر ڈال دیتا ہے۔ مرید کو لازم ہے کہ ہمیشہ منتظر و حاضر رہے تاکہ شیخ کے پُر فوائد کلام سے محروم و بے نصیب نہ رہے۔ اور اُس کے کلام اور اپنے حال کے درمیان مناسبت اور متابعت دیکھے اور اپنے جی میں یہ خیال کرے کہ خداوند تعالیٰ کے دروازے پر قابلیت کی زبان کے ساتھ اپنے حال کی بہتری ڈھونڈتا ہے۔ اُس کی قابلیت اور استعداد کے مطابق غیب سے خطاب وارد ہوتا ہے۔ شیخ کے ساتھ کلام کرنے میں اپنے نفس کی حالت کی جستجو کرے۔ یہ نہیں کہ ریا اور اظہارِ علم اور اپنی معرفت ظاہر کرنے کی صفت سے موصوف ہو کر شیخ سے کلام کرے، اور نہ اپنے آپ کو کمال کی صفت سے شیخ کے آگے ظاہر کرے۔ بعض مفسرین نے اِس آیت کے نزول کا سبب یوں بیان کیا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

یعنی اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے روبرو پیش دستی نہ کرو۔

کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں بیٹھنے والے ایسے تھے کہ جب کوئی سائل آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا تھا تو وہ آپ کے جواب سے پہلے ہی فتوی دے دیتے تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور خداوند کریم نے سب کو تادیب فرمائی اور ایسی سبقت سے منع فرمایا۔

ادبِ نہم :۔ شیخ کے حضور میں اپنی آواز بلند نہ کرے۔ کیونکہ بزرگوں کے سامنے آواز بلند کرنا بھی بے ادبی میں شامل ہے۔ ایک دفعہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کسی مسئلے میں بحث ہوئی انھوں نے آواز بلند کی۔ اسی وقت ان کو ادب سکھانے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ یعنی اے ایمان والو! اپنی آواز کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازِ شریف سے زیادہ بلند نہ کرو۔ چنانچہ اس واقعے کے بعد جب صحابہ رضؓ کلام کرتے تو اس قدر آہستہ کلام کرتے کہ مشکل سے سنا جاتا تھا۔ بنابریں یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی یعنی بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں، جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقوے کے لیے خاص کر دیا ہے۔

ادبِ دہم :۔ شیخ کے ساتھ زیادہ کلام نہ کرے کیوں کہ اس فعل سے شیخ کا رعب اس کے دل میں کم ہو جائے گا اور فیض بند ہو جائے گا۔ شیخ کو تعظیم و احترام سے خطاب کرنا چاہیے۔ مثلاً یا سیدی۔ یا مولائی! اوائل نبوت کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک تعظیم سے نہیں

پکارتے تھے مثلاً یا محمدؐ یا احمدؐ کہہ کر پکارتے تھے۔ خداوندکریم نے اُن کو ادب سکھانے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی - وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ - یعنی نہ اُن سے اِس طرح کھل کر بولا کرو۔ جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بات کرتے ہو، کہ تمھارے اعمال برباد ہو جائیں، اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

بعد ازاں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ! یا نبی اللہ! کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وفدِ بنی تمیم کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارک پر آئی اور آپ کو باہر تشریف لانے کے لیے یوں آواز دی یَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ اِلَیْنَا (اے محمدؐ! ہمارے پاس آؤ) اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ یعنی جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں اُن میں سے اکثر بے عقل ہیں، اور اگر یہ لوگ صبر کرتے، یہاں تک کہ آپ خود اُن کے پاس باہر آجاتے، تو یہ اُن کے لیے بہتر ہوتا۔

ہر ایک قول و فعل میں شیخ کی تعظیم و تکریم واجب سمجھے۔ اپنا سجادہ شیخ کے سامنے نہ ڈالے سوا نماز کے وقت کے۔ سماع کے وقت، جہاں تک ممکن ہو، حرکت اور آواز نکالنے سے پرہیز کرے۔ شیخ کے سامنے ہنسی بھی نہ کرے۔

ادب یازدہم:۔ جب شیخ سے گفتگو کرنا چاہے، خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی پہلے یہ سمجھ لے کہ شیخ کو اُس کی بات سُننے کی فرصت بھی ہے یا نہیں اور جب کلام کرے تو جلدی نہ کرے۔

ادب دوازدہم:۔ شیخ کے حضور میں اپنے مرتبے کی حد پر نگاہ رکھے۔

جس حالت اور مقام سے واقف نہیں ہے اُس کی بابت کلام نہ کرے۔

ادب سیزدھم :- شیخ کے بھید کو ظاہر نہ کرے۔ جن کرامتوں اور واقعات کو شیخ چھپاتا ہے اگر اُن سے واقف ہوجائے تو ظاہر نہ کرے۔ ممکن ہے کہ شیخ اُن اسرار کو بعض دینی مصالح کی بنا پر پوشیدہ رکھنا چاہتا ہو کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو باعث فساد ہوں۔

ادب چہاردھم :- اپنے راز شیخ سے نہ چھپائے۔ جو کرامت اور موہبت خداوند کریم کی جانب سے عنایت ہوئی ہو اُس کو شیخ کے آگے بیان کرے کیونکہ اِس سے آیندہ بہت سے فوائد حاصل ہوں گے۔

ادب پانزدھم :- اگر اپنے شیخ کی کسی بات کو کسی دوسرے آدمی کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہے تو سُننے والے کی سمجھ کے مطابق بیان کرے اور جس بات کو عوام نہ سمجھ سکیں، اُن کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ نقصان ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ سُننے والے کا عقیدہ شیخ کی نسبت فاسد ہوجائے۔ اِسی واسطے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ وَلَا تُکَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِکُمْ دَعُوْا مَا یُنْکِرُوْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّکَذِّبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی لوگوں سے اُن کی عقل کے موافق کلام کرو۔ اپنی عقل کے موافق بھی گفتگو نہ کرو جس بات سے وہ مُنکر ہوں، اُس کو چھوڑ دو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور رسول ؐ کی تکذیب ہو۔ یعنی تمھاری بات کو نہ سمجھیں گے تو اپنے دل میں کچھ کا کچھ سمجھ کر، کیا عجب ہے کہ خدا اور رسول کی بھی تکذیب کر بیٹھیں۔ لہٰذا ایسی بات کہو، اور اس طرح کہو کہ اُس کو خاص و عام سمجھ سکیں۔ فقط

ترجمہ رسالہ "آداب الشیخ" المشایخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

از مکتوباتِ حضرت امام ربانی
مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۹۲) مکتوب دو صد و نود و دوم بشیخ حمید بنگالی صدور یافت

مکتوب دو سو بانوے (۲۹۲) — مریدوں کے آداب ضروری کے بیان میں

آداب ضروریۂ مریدان

حضرت شیخ حمید بنگالی کی طرف صادر فرمایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ادبنا بالآداب النبوۃ وھدانا بالاخلاق المصطفویۃ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا۔

بدان کہ سالکانِ این راہ از دو حال خالی نیستند۔ مرید اند یا مراد، واگر مراد اند طوبیٰ لھم۔ براہِ انجذاب ومحبت ایشان را کشان کشان خواہند برد و بہ مطلبِ اعلیٰ خواہند رسید۔ و ہر ادبی کہ درکار شود بتوسط یا بی توسط تعلیم شان خواہد شد۔ اگر ذلتی واقع شود زود متنبہ خواہند فرمود و بر آن مواخذہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اس خدا کی ہے جس نے آداب نبوی کے ساتھ ہم کو مؤدب بنادیا اور اخلاق مصطفوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کے ساتھ ہم کو ہدایت دی۔

جاننا چاہیے کہ اس راہ کے سالک دو حال سے خالی نہیں ہیں۔ یا تو مرید ہیں یا مراد۔ اگر مراد ہیں تو اُن کے لیے مبارک باد ہے محبت و انجذاب کی راہ سے اُن کو کشاں کشاں لے آئیں گے اور (اس طرح) مطلب اعلیٰ تک پہنچ جائیں گے۔ اور جو ادب اُن کے لیے درکار ہوگا بوسیلہ یا بے وسیلہ اُن کو سکھادینگے اگر اُن سے کوئی لغزش ہوجائیگی تو اُن کو جلدی سے آگاہ کردیں گے اور اس پر اُن کا مواخذہ

نہ خواہند کرد و اگر بہ پیرِ ظاہر احتیاجی
داشتہ باشد، بی سعی ایشان بآن دولت
دلالت خواہند فرمود، بالجملہ عنایتِ
ازلی جلّ سلطانہٗ متکفلِ حالِ این
بزرگواران ست بہ سبب وبی سبب
کارِ ایشاں را خواہند کرد واللہ یجتبی
مَنْ یشاء۔ واگر مریدند کارِ ایشاں بی
توسطِ پیرِ کاملِ دشوارست۔ پیری باید
کہ بدولتِ جذبہ وسلوک مشرف شدہ
باشد وبہ سعادتِ فنا وبقا مستعد گشتہ
وسیر الی اللہ وسیر فی اللہ وسیر
عن اللہ باللہ وسیر فی الاشیاء
باللہ را بانصرام رسانیدہ۔ واگر
جذبۂ او بر سلوکِ او مقدم ست
وبہ تربیتِ مرادان مربّی شدہ کبریتِ
احمرست کلامِ او دواست و نظرِ او
شفا۔ احیای دل ہای مردہ بتوجہِ شریفِ
او منوط ست و تازگیِ جان ہای فسردہ
بالتفاتِ لطیف او مربوط و اگر این
طور صاحبِ دولت پیدا نہ شود۔
سالک مجذوب ہم مغتنم ست و تربیتِ

نہ کرینگے۔ اور اگر پیرِ ظاہر کی ان کو حاجت ہوگی
تو اُن کی کوشش کے بغیر اس دولت کی طرف
انکی رہ نمائی کریں گے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی عنایت
ازلی ان بزرگوں کے حال کی متکفل وضامن
ہوتی ہے بہ سبب یا بے سبب اُن کا کام بنا
دیتے ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اُس کو
برگزیدہ بنا دیتا ہے۔ اور اگر مرید ہیں تو بے وسیلۂ
پیرِ کامل اُن کا کام دشوار ہے۔ پیر ایسا ہونا
چاہیئے جو جذب اور سلوک کی دولت سے مشرف
ہوچکا ہو اور فنا و بقا کی سعادت سے بہرہ ور ہو
اور سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر عن اللہ باللہ
اور سیر فی الاشیا باللہ کو انتہا تک پہنچا چکا
ہو۔ اور اگر اُس کا جذبہ اُس کے سلوک پر
مقدم ہے اور مرادوں کی تربیت سے تربیت
یافتہ ہو تو اُس کا وجود کبریتِ احمر (کیمیا) ہے اُس کا
کلام دوا اور اُس کی نظر شفا ہے۔ مردہ دلوں
کا زندہ ہونا اُس کی توجہ شریف سے وابستہ
ہے اور افسردہ روحوں کی تازگی اُس کی لطیف
توجہ کے ساتھ مربوط ہے۔ اور اگر اِس قسم کا صاحب
دولت نہ ملے تو سالکِ مجذوب بھی
غنیمت ہے۔

ناقصان از و نیز می آید و بتوسط او دولتِ
فنا و بقا می رسد ؎

آسمان نسبت بہ عرش آمد فرود
ورنہ بس عالی ست پیشِ خاکِ تود

اگر بعنایتِ خداوندی جلّ سلطانہٗ طالبی
را باین طور پیرِ کاملِ مکمل دلالت فرمودند
باید کہ وجودِ شریفِ او مغتنم داند و خود را
بتمام باو سپارد و سعادتِ خود را در
مرضیاتِ او داند و شقاوتِ خود را
در خلافِ مرضیاتِ او شناسد۔ بالجملہ
ہوائی خود را تابعِ رضای او سپارد
در خبرِ نبوی ست علیہ و آلہ الصلوات
والتسلیمات اتمہا و اکملہا
لن یؤمن احدکم حتی یکون
ہواہ تبعا لما جئت بہ۔
بداند کہ رعایاتِ آدابِ صحبت و مراعاتِ
شرائط از ضروریاتِ این راہ است
تا راہِ افادہ و استفادہ مفتوح گردد
و بدونہا لا نتیجۃ للصحبۃ
ولا ثمرۃ للمجلس بعضی از
آداب و شرائطِ ضروریہ در معرضِ بیان

وہ بھی ناقصوں کی تربیت کر سکتا ہے اُس کے
وسیلے سے فنا و بقا کی دولت حاصل ہو سکتی ہے ؎

عرش سے نیچے ہے گرچہ آسماں
لیک اونچا ہے زمیں سے اے جواں!

اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے کسی طالب کو اِس
قسم کا کامل و مکمل پیر مل جائے تو واجب ہے
کہ اُس کے وجودِ شریف کو غنیمت سمجھے اور اپنے
آپ کو ہمہ تن اُس کے حوالے کر دے اور اپنی سعادت
اُس کی رضامندی میں اور اپنی بدبختی اُس کی نا
رضامندی میں جانے۔ غرض اپنی خواہش
کو اُس کی رضا کے تابع بنا دے۔ حدیث
نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ہے
تم میں سے کوئی ایمان دار نہ ہوگا جب تک
اُس کی خواہش اس امر کے تابع نہ ہو جائے
جس کو میں لایا ہوں جاننا چاہیئے کہ آداب و شرائط
صحبت کو مدِّ نظر رکھنا اِس راہ کی ضروریات
میں سے ہے تاکہ افادہ اور استفادے کا
راستہ کھل جائے ورنہ بغیر اس کے صحبت
سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا اور مجلس سے
کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ بعض ضروری
آداب و شرائط بیان کیے جاتے ہیں

آوردہ می شود۔ بگوشِ ہوش باید شنید۔

بدان کہ طالب را باید کہ روی
دلِ خود را از جمیعِ جہات گردانیدہ متوجہ
پیرِ خود سازد۔ و با وجود پیر بی اذنِ او
بنوافل و اذکار نہ پردازد۔ و در حضورِ
او بغیرِ او التفات ننماید۔ و بکلیہ خود
متوجہ نشیند حتیٰ کہ بذکر ہم مشغول نہ
شود۔ مگر آن کہ او امر کند و غیر از نمازِ
فرض و سنت در حضورِ او ادا نہ کند
نقل کردہ اند از سلطان۔ این وقت
کہ وزیر پیشِ او استادہ بود۔ اتفاقاً
درین اثنا آن وزیر التفاتی بجانبِ
جامۂ خود کردہ، بندِ آن را بہ دستِ
خود راست می ساخت۔ درین حال
نظرِ سلطان بر آن وزیر افتاد۔ دید کہ بہ
غیرِ او متوجہ ست۔ بزبانِ عتاب گفت
کہ این را ہضم نمی توانم کرد کہ تو وزیرِ
من باشی و در حضورِ من بہ بندِ جامہ
التفات نمائی۔ باید اندیشید کہ ہرگاہ
وسائلِ دنیاء دُنیہ را آدابِ دقیقہ
در کار ست وسائلِ وصول الی اللہ را

گوشِ ہوش سے سُننا چاہیے۔

طالب کو چاہیے کہ اپنے دل کو تمام اطراف
سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے
اور پیر کی خدمت میں اُس کی اجازت کے
بغیر نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہو۔ اور
اُس کے حضور میں اُس کے سوا کسی اور کی
طرف توجہ نہ کرے اور بالکل اُسی کی طرف
متوجہ ہو کر بیٹھے حتیٰ کہ جب تک وہ حکم نہ دے
ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اُس کے سامنے نمازِ
فرض و سنت کے علاوہ کچھ ادا نہ کرے۔ کسی بادشاہ
کی حکایت ہے کہ اُس کا وزیر اُس کے سامنے کھڑا
تھا۔ اتفاقاً اسی اثناء میں وزیر کی نظر اپنے کپڑے
پر جا پڑی اُس کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست
کرنے لگا اسی عالم میں بادشاہ کی نظر وزیر پر پڑی
دیکھا کہ میرے علاوہ غیر کی طرف متوجہ ہے جھڑک
کر فرمایا کہ میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا
کہ تو میرا وزیر ہو کر میرے سامنے اپنے کپڑے کے
بند کی طرف توجہ کرے۔ سوچنا چاہیے کہ
جب حقیر دنیا کے وسائل کے لیے چھوٹے
چھوٹے آداب ضروری ہیں تو وصول
الی اللہ کے وسائل کے لیے ان آداب

بر وجہ اتم و اکمل رعایتِ این آداب
لازم خواہد بود و حتی الامکن در جای
نه ایستد که سایهٔ او بر جامه یا بر سایهٔ
او افتد بر مصلای او پا نه نہد و در متوضای
او طہارت نه کند و نظروفِ خاصهٔ او
استعمال نه کند و در حضور آب نه خورد
و طعام تناول ننماید- و بکسی سخن نه
کند بلکه متوجهٔ احدی نه گردد و در غیبتِ
پیر در جای که اوست پا دراز نه کند
و براقِ دہن بآن جانب نیندازد و ہر چه
از پیر صادر شود آن را صواب داند
اگرچه بظاہر صواب ننماید و ہر چه می کند
از الہام می کند و باذن کار می کند. بر این
تقدیر اعتراض را گنجایش نباشد- و
اگرچه در بعضی صور در الہامش خطا راه
باید- چه خطای الہامی در رنگِ خطای
اجتہادی ست- ملامت و اعتراض
بر آن مجوز نیست و ایضاً چون این را
محبتی به پیر پیدا شده است در نظرِ
محب ہر چه از محبوب صادر می شود،
محبوب نماید- پس اعتراض را مجال

کی رعایت نہایت ہی ضروری ہوگی- جہاں تک
ممکن ہو ایسی جگہ بھی نہ کھڑا ہو کہ اُس کا سایہ
پیر کے کپڑے یا سائے پر پڑے- اُس کے
مصلّے پر پیر نہ رکھے اور اُس کی وضو کی جگہ
میں طہارت نہ کرے- اُس کے خاص برتنوں
کو استعمال نہ کرے اور اُس کے سامنے نہ
پانی پیے نہ کھانا کھائے- اور کسی سے گفتگو
نہ کرے بلکہ کسی اور کی طرف متوجہ بھی نہ ہو
پیر کی عدم موجودگی میں جس جگہ وہ رہتا ہے
اُس طرف پاؤں نہ پھیلائے اور نہ اُس
طرف تھوکے جو کچھ پیر سے صادر ہو اُس کو
درست سمجھے خواہ بظاہر درست نہ معلوم ہو کیوں کہ
وہ جو کچھ بھی کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور
اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہے اس تقدیر پہ
اعتراض کی گنجائش نہیں اگرچہ بعض صورتوں
میں اُس کے الہام میں خطا کا ہونا ممکن ہے
کیوں کہ خطائے الہامی خطائے اجتہادی کی طرح ہے
ملامت و اعتراض اُس پر جائز نہیں- نیز جب کسی کو
اپنے پیر سے محبت پیدا ہوگئی ہے تو محب کی نظر میں
جو کچھ محبوب سے صادر ہوتا ہے- محبوب ہوتا ہے
پھر اعتراض کی کیا گنجائش- تمام چھوٹے

بناشد، و در کلّی و جزئی اقتدا بہ پیر کُند چہ
در خوردن و پوشیدن، و چہ در خفتن
و طاعت کردن۔ نماز را بطرزِ او باید ادا
کرد و فقہ را از عملِ او باید اخذ نمود ؎

آن را کہ در سرای نگاری ست فارغ ست
از باغ و بوستان و تماشای لالہ زار

و ہیچ اعتراض را در حرکات و سکنات
او مجال نہ دہد، اگرچہ آن اعتراض مقدار
حبۂ خردلہ باشد۔ زیرا کہ اعتراض را غیر
از حرمان نتیجہ نیست۔ و بی سعادت ترین
جمیع خلائق عیب بینِ این طائفۂ علیہ
است۔ نجانا اللہ سبحانہٗ عن
ھذا البلاءِ العظیم۔ و طلبِ
خوارق و کرامات از پیرِ خود نکند۔ اگرچہ
آن طلب بطریقِ خواطر و وساوس
باشد۔ ہیچ شنیدہ کہ مومنی از
پیغمبری معجزہ طلب کردہ باشد۔ معجزہ
طلبان کفار اند و اہلِ انکار ؎

معجزات از بہرِ قہرِ دشمن ست
بوی جنسیت پیِ دل بُردن ست

بڑے کاموں میں پیر کی اقتدا واجب ہے
خواہ وہ کھانا پہننا ہو یا سونا اور عبادت
نماز بھی اُسی کے طرز پر ادا کرنا چاہیے۔
اور فقہ بھی اُسی کے طرزِ عمل سے سیکھنا چاہیے ؎

وہ شخص جس کے گھر میں گُل زار خود لگا ہو
غیروں کے باغ دیکھے حاجت نہیں ہے اُس کو

اُس کے حرکات و سکنات میں کسی
قسم کا اعتراض نہ کرے خواہ وہ اعتراض
رائی کے ایک دانے کے برابر ہی کیوں نہ
ہو۔ کیوں کہ اعتراض سے بجز نا یوسی کچھ حاصل
نہیں ہوتا۔ تمام مخلوقات میں سب سے بدبخت
وہ شخص ہے، جو اِس گروہ کا عیب بیں ہے اللہ
تعالیٰ ہم کو اِس بلائے عظیم سے نجات دے
اپنے پیر سے خوارق و کرامات طلب نہ
کرے۔ اگرچہ وہ طلب خطرات اور
وساوس کے طریق پر ہو۔ کیا تم نے
نہیں سُنا کہ کسی مومن نے کسی پیغمبر سے
معجزہ طلب نہیں کیا۔ معجزہ طلب کرنا
کافروں اور منکروں کا کام ہے ؎

قہرِ دشمن کے لیے ہیں معجزے
بوئے جنسیت دلوں کو کھینچ لے

موجبِ ایمان نباشد معجزات
بوی جنسیت کند جذبِ صفات

اگر شبہہ پیدا شود در خاطر آن ہا بی
توقف عرض نماید. اگر حل نہ شود تقصیر
بر خود نہد و ہیچ منقصت را بجناب پیر
عائد نہ سازد و واقعہ کہ رود ہد از پیر
پنہان نہ دارد و تعبیر وقائع از و طلب
کند و تعبیری کہ بر طالب منکشف شود
نیز عرض نماید و صواب و خطا از و جوید
و بر کشوفِ خود زینہار اعتماد نہ کند کہ
حق با باطل درین دار ممتزج است و صواب
باخطا مختلط۔ و بی ضرورت و بی اذن
از و جدا نہ شود۔ غیرِ او را بجای گزیدن
منافیِ ارادتست۔ و آوازِ خود را بر
آوازِ او بلند نہ کند و سخنِ بلند پیشِ او
نگوید کہ سوءِ ادب ست و ہر فیضی
و فتوحی کہ برسد آن را بتوسطِ پیر تصور
نماید و اگر در واقع بیند کہ فیضی از مشائخ
دیگر رسیدہ است، آن را نیز از پیر داند
و بداند کہ چون پیر جامع کمالات و فیوض
است فیضِ خاص از پیر مناسب

موجبِ ایمان نہیں ہیں معجزے
بوئے جنسیت صفت کو کھینچ لے

اگر دل میں کوئی شبہ پیدا ہو تو اُس کو بلا جھجک
عرض کر دے۔ اگر حل نہ ہو تو اپنا قصور سمجھے
اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب
منسوب نہ کرے جو واقعہ ظاہر ہو اُس کو
اپنے پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات
کی تعبیر اُسی سے طلب کرے اور جو تعبیر طالب
پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کر دے اور صواب و خطا
کو اُسی سے طلب کرے اور اپنے کشف پر
ہرگز بھروسا نہ کرے۔ کیوں کہ اس جہان میں
حق باطل کے ساتھ اور خطا ثواب کے ساتھ ملی جلی
ہے۔ بے ضرورت اور بے اجازت اُس سے
جُدا نہ ہو کیوں کہ غیر کو اُن کے اوپر اختیار کرنا ارادت
کے خلاف ہے۔ اپنی آواز کو اُس کی آواز سے بلند
نہ کرے اور اُس کے ساتھ بلند آواز سے گفتگو
نہ کرے کہ بے ادبی ہے اور جو فیوض و فتوح
اُس کو پہنچیں اُس کو اپنے پیر ہی کے ذریعے سمجھے
اور اگر حقیقتہً یہ دیکھے کہ فیض دوسرے مشائخ
سے پہنچا ہے تو اُس کو بھی اپنے ہی پیر سے جانے
سمجھ لے کہ چوں کہ پیر تمام کمالات و فیوض کا جامع ہے

استعدادِ خاص مرید ملائم کمال شیخی از
شیوخ کہ صورتِ افاضۂ ازوی ظاہر
شدہ است بمرید رسیدہ است و لطیفہ
از لطائف پیر کہ مناسب بآں فیض دارد
و بصورتِ آں شیخ ظاہر شدہ است
بواسطۂ استیلای مرید آں لطیفہ را
شیخ دیگر خیال کردہ است۔ و فیض را
ازآں دانستہ۔ این مغلطۂ عظیم ست
حق سبحانہٗ از ذلتِ قدم نگاہ دارد و
بر اعتقاد و محبتِ پیر مستقیم دارد بحرمتِ
سید البشر علیہ و علیٰ آلہٖ الصلوات
والتسلیمات بالجملہ اَلطَّرِیْقُ کُلُّہٗ
اَدَبٌ مشہور ست۔ ہیچ بی ادبی بخدا
نہ رسد۔ و اگر مرید در رعایتِ بعضی از
آداب خود را مقصر داند و در ادای
ما ینبغی نہ رسد و اگر ہم سعی نتواند از
عہدہ برآید معفوست۔ امّا از اعتراف
بتقصیر ناچار است و اگر عیاذاً باللہ
سبحانہٗ رعایتِ آداب نہ کند
و خود را مقصر ہم نداند از برکاتِ
ایں بزرگواراں محروم ست ۵

لہٰذا پیر کا خاص فیض مرید کی خاص استعداد
کے مناسب اُس شیخ کے کمال کے موافق
جس سے یہ صورتِ افاضہ ظاہر ہوئی ہے
مرید کو پہنچا ہے۔ وہ پیر کے لطائف میں
سے ایک لطیفہ ہے جس کے مناسب وہ
فیض رکھتا ہے اور اُس شیخ کی صورت میں
ظاہر ہوا ہے محبت کے غلبے کے باعث مرید نے
اُس لطیفے کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض
کو اُس سے سمجھا ہے یہ بڑا بھاری مغالطہ ہے۔
اللہ تعالیٰ لغزشِ قدم سے محفوظ رکھے اور
سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل پیر کے
اعتقاد اور محبت پر ثابت قدم رکھے۔ الغرض
اَلطَّرِیْقُ کُلُّہٗ اَدَبٌ مشہور مثل ہے کوئی بے ادب
خدا تک نہیں پہنچتا۔ اگر مرید بعض آداب کے بجالانے
میں اپنے آپ کو قاصر سمجھے اور اُس کو کماحقہٗ ادا
نہ کر سکے اور اگر کوشش کرنے کے بعد بھی اُس سے
عہدہ برآنہ ہو سکے تو اُس کو معافی ہے لیکن اُس کو
اپنے قصور کا اقرار کرنا پڑیگا اور اگر نعوذ باللہ
آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو
قصوروار بھی نہ سمجھے تو ان بزرگوں کی برکتوں
سے محروم رہتا ہے ۵

ہر کرا روی بہ بہبود نہ داشت	ہدایت نہ تھی جس کی قسمت میں یارو
دیدنِ روی نبی ﷺ سود نہ داشت	لقائے پیمبر تھا بے سود اُس کو

تمت بالخیر

۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۵۲ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شانِ اولیاء کرام

صحبت اولیاء دردِ دل کی دوا	قربتِ اولیاء زنگِ دل کی جلا
رحمتِ اولیاء رحمتِ مصطفےٰ	رحمتِ مصطفےٰ رحمتِ کبریا
اِن کے سائے میں جو مردہ دل آگئے	زندگی پا گئے زندگی پا گئے
فیض کا ان کے عالم نہ پوچھے کوئی	جو کہا اللہ اللہ ہوا بس وہی
ان کی نظروں سے ہوتے ہیں پیدا ولی	اِن سے کھلتی ہے دل کی کلی در کلی
ان سے راہِ شریعت طریقت ملی	معرفت کی حقیقت کی دولت ملی
یہ وہ ہیں جن کو خود حق نے اپنا کہا	یہ وہ ہیں دید کو جن کی کعبہ بڑھا
یہ وہ ہیں ناز جن کا خدا نے سہا	یہ وہ ہیں جن کا قرآں میں ہے تذکرہ
ہیں یہ ہی نائبِ انبیاء اصفیا	ہیں یہ ہی حق کے جلووں کے جلوہ نما
زینتِ کعبۂ دل ہیں سب اولیاء	اِن کا جو ہو گیا وہ خدا کا ہوا
ان کی نظریں ہیں ظلمت کدے کی ضیاء	انکی صحبت ہے صد طاعت بے ریا
ان کی خدمت میں جو جان و دل سے جھکا	سربلندی دو عالم کی وہ پا گیا

اِن کا دربار ۔ دربارِ خیر الوریٰ　　　اِن کا دیدار ۔ دیدارِ شمس الضحیٰ
اِن کی بیعت ہی ۔ ہے بیعتِ مصطفےٰ　　　دستِ محبوب ہیں یہ وہ دستِ خدا

واہ کیا سلسلے سے ملا سلسلہ گویا ذرّہ بھی خورشید سے جا ملا

قبر میں زندہ ہیں اولیائے کرام　　　ہے مزاروں سے بھی فیض جاری مدام
اہلِ دل ان سے کرتے ہیں جا کر کلام　　　جھولیاں اپنی بھرتے ہیں ہر خاص و عام

ہیں یہ بے خوف ہر خوف سے باخدا شان میں ان کی لاخوف حق نے کہا

رہ کے دُنیا میں بھی حق سے واصل ہیں یہ　　　بزمِ رحمت میں ہر وقت شامل ہیں یہ
آسماں جس امانت سے گھبرا گیا　　　اُس امانت کے واللہ حامل ہیں یہ

ان پہ جو جان و دل سے فدا ہو گیا وہ حبیبِ حبیبِؐ خُدا ہو گیا

اِنکی صورت سے ہے جلوہ حق عیاں　　　اِنکے سینے ہیں توحید کے رازداں
اِنکی مٹھی میں ہے دولتِ دوجہاں　　　اِنکے قدموں میں ہیں بادشاہِ زماں

جو ولی سے ملا وہ نبیؐ سے ملا جو نبیؐ سے ملا وہ خُدا سے ملا

میرے مرشد کے رخ پہ ہے کیا چاندنی　　　چاند کی جس پہ ہے خود فدا چاندنی
چشمِ خورشید نے بھی نہ دیکھی کبھی　　　ایسی رحمت نما حق نما چاندنی

محفلِ نور پر بارشِ نور ہے نور سے آج ہر سینہ معمور ہے

وارثِ انبیاء، نائبِ یارِ غار　　　گلشنِ الفِؒ ثانی کی جانِ بہار
شاہ ابوالخیرؒ کی آپ ہیں یادگار　　　آپ ہی سے چمکتے ہیں لیل و نہار

آپ پر رحمتِ حق رہے بیشمار آپ پر ہو حبیبِ خدا کا پیار

آپ محمودؔ اور میں ایازؔ آپ کا　　　یہ غلام اور کچھ بھی نہیں مانگتا
بس یہ ہی ایک لے دیکے ہے التجا　　　آپ کہہ دیجئے ہے یہ خادم مرا

پھر تو بگڑی مری ساری بن جائیگی میرے گھر بھر کی قسمت چمک جائیگی